مولانا محمد شہاب الدین ندوی - انڈیا

مذاہب عالم میں تعدد ازدواج کا قانون

ایک علمی و واقعاتی جائزہ

اسلام کی ایک غلط تصویر ایک امریکی پروفیسر گریگوری کوزوسکی نے لکھا ہے کہ "میں کبھی کبھی محسوس کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے بارے میں عام امریکی باشندوں کا تصور دو کارٹونوں کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان ایک سنگدل اور تشدد پسند ہے جو ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن تھامے ہوئے ہے، اور دوسرے کارٹون کا تصور انتہائی دوسرے سرے پر ہے جس میں مسلمان ایک موٹے تازے اور تیل کی دولت سے مالا مال شیخ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے جس کا گھر سونے سے بھرا ہوا ہے اور وہ سو بیویوں والا ہے" [1]

اس طرح آج اسلام کی ساری خوبیاں اور اس کے سارے اقدار (VALUES) پس منظر میں چلے گئے ہیں اور پروپیگنڈے کی قوت اس طرح غالب آگئی ہے کہ چند بے سروپا قسم کے الزامات یا افواہوں نے حقیقت کی جگہ لے لی ہے۔ اس طرح پروپیگنڈے کے زور پر مسلمانوں کی بھیانک تصویریں کھینچی جاتی ہیں اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ مسلمان ایک انتہائی متعصب اور جھگڑالو قسم کا آدمی ہوتا ہے جو عموماً کثیر زوجگی کا مرتکب ہو کر (زیادہ تر چار بیویوں والا ہو کر) عورتوں کے حقوق پامال کرتا ہے۔

یہ تو کم پڑھے لکھے طبقے کا حال تھا جو ایک حد تک قابل معافی بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اُسے اسلامی نظام حیات اور اس کی خوبیوں کے بارے میں کوئی صحیح علم یا جانکاری نہیں ہے لیکن المیہ تو یہ ہے کہ عیسائی دُنیا اور مغربی طبقے میں خاص کر تعدد ازدواج یا کثیر زوجگی (POLYGAMY) کے سلسلے میں جو غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اس کے زیر اثر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کا ذہن بھی اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، گویا کہ اسلام نے تعدد ازدواج کی اجازت (بعض ناگزیر معاشی و اجتماعی ضرورتوں کے تحت مشروط طور پر) دے کر نہ صرف یہ کہ عالمی شریعتوں کے مقابلے میں ایک "بدعت" کا ارتکاب کیا ہے، بلکہ طبقۂ نسواں کی "توہین" کر کے اس کے

[1] اسلامک ہیرالڈ، کوالالمپور (ملائیشیا) جلد ۹ شمارہ ۵

حقوق بھی پامال کر دیئے ہیں اور پھر لطف یہ کہ اس مسئلہ کو کسی مذہب کی حقانیت کے جانچنے کا ایک اعلیٰ معیار قرار دیتے ہوئے کسی مذہب کے بارے میں گفتگو کے لئے اس مسئلے کو سر فہرست رکھا جاتا ہے گویا کہ جس مذہب نے اس کی اجازت دی ہو خواہ اس کے معقول وجوہات کچھ بھی ہوں، اُس میں سرے سے کوئی خوبی ہی نہیں ہوسکتی، بلکہ یہ اجازت ہزار برائیوں کی ایک برائی بلکہ اتنا سخت اور سنگین جرم متصور ہوگی کہ اس کی بنیاد پر اس مذہب کی تمام خوبیوں پر پانی پھیرا جا سکتا ہے اور جب کبھی ایک تعلیم یافتہ مسلمان کی ملاقات کسی تعلیم یافتہ عیسائی یا مستشرق سے ہوتی ہے تو وہ اپنی گفتگو کا آغاز جان بوجھ کر اُسی مسئلے سے کرتا ہے، تاکہ وہ اپنی دانست میں اس مسئلے پر گفتگو کر کے ایک مسلمان کو اسلام کی "عدم معقولیت" کا یقین دلا سکے یا اسلام کے بارے میں اُس کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اُسے برگشتہ کر سکے۔ یہ موجودہ دور میں مستشرقین (علوم مشرقی کے ماہر مغربی علماء) کا ایک خاص حربہ اور ان کی فنکاری ہے۔

تعدد ازدواج پر ایک مباحثہ شام کے مشہور ماہر قانون ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی نے اس سلسلے میں اپنا ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ ۱۹۵۶ء میں جب وہ دمشق یونیورسٹی کے ایک وفد کے ساتھ ایک تعلیمی و تحقیقی سفر کے تحت لندن گئے تو وہاں پر اُن کی ملاقات پروفیسر انڈرسن سے ہوئی جو لندن یونیورسٹی کے شعبہ مشرقی میں مشرقی عائلی قوانین (پرسنل لاء) کے صدر تھے اور ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ تعدد ازدواج (POLYGAMY) کے سلسلے میں اس طرح تھی۔

انڈرسن: تعدد ازدواج کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

مصطفیٰ سباعی: ایک صالح نظام ہے جو معاشروں کے لئے اکثر حالات میں مفید اور فائدہ بخش ہے جبکہ اس کا نفاذ چند شرائط کے ساتھ ہو۔

انڈرسن: تب تو آپ کی رائے محمد عبدہ (مصر کے ایک مشہور عالم) کی رائے کے مطابق ہے، جن کا نظریہ اس سلسلے میں چند شرائط کو واجب قرار دینے کا تھا۔

مصطفیٰ سباعی: قریب قریب، لیکن پوری طرح نہیں، بلکہ میرا نظریہ دوسری بیوی کے نفقہ کی استطاعت رکھنے کے لحاظ سے مرد پر شرط عائد کرنے کا ہے تاکہ اسلام کے مطالبے کے مطابق بیویوں کے درمیان عدل کا اثبات ہو سکے۔

انڈرسن: کیا آپ جیسا آدمی بھی موجودہ دور میں تعدد ازدواج کا حامی ہو سکتا ہے؟

مصطفیٰ سباعی: میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں، آپ مجھے صراحت کے ساتھ اس کا جواب دیجئے۔

اگر کسی کی بیوی ایک متعدی مرض یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کی شفایابی کی کوئی امید ہی نہ رہ گئی ہو اور وہ نوجوان بھی ہو تو اس وقت وہ کیا کرے؟ اس صورت میں اُس کے سامنے تین ہی راستے ہوں گے: ایک یہ کہ اُسے طلاق دیدے، دوسرا یہ کہ وہ نکاح ثانی کرے اور تیسرا یہ کہ وہ اپنی بیوی سے خیانت کرتے ہوئے غیر قانونی طور پر کسی دوسری عورت سے رابطہ رکھے (لہٰذا اب اُسے کیا کرنا چاہیئے؟)

اینڈرسن: اس صورت میں ایک چوتھا راستہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ صبر کرے اور اپنے نفس کو حرام سے بچائے رکھے۔

مصطفیٰ سباعی: تو کیا ہر شخص اپنے آپ کو حرام سے بچائے رکھنے کی قدرت رکھتا ہے؟

اینڈرسن: ہم مسیحی اس بات کی قدرت رکھتے ہیں، کیونکہ ہمارے نفوس میں ایمان کی تاثیر موجود ہے۔

مصطفیٰ سباعی: (مسکراتے ہوئے) کیا آپ ایک مغربی ملک کے باشندے ہوتے ہوئے بھی یہ بات کہہ رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بات کوئی مسلمان یا مشرقی ملک میں رہنے والا کوئی عیسائی کہتا تو وہ زیادہ قابل فہم ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو حرام سے بچائے رکھنے کی استطاعت رکھ سکتا ہے کیونکہ اس کا ماحول ابھی تک عورت کے ساتھ ہر وقت اور ہر آن مل جل کر رہنے کا بنا ہوا نہیں ہے کیونکہ اُس کی روایات اور اس کے اخلاق اب تک اُس کے تصرّفات پر غالب ہیں اور اس کے دین کا اثر اب بھی اس کے ملک میں برابر موجود ہے جب کہ دوسری طرف تم مغربیوں کا حال یہ ہے کہ تم نے عورت کے ساتھ مل جل کر رہنے کا کوئی سا طریقہ بھی نظر انداز نہیں کیا ہے اور اسے بہکانے کا کوئی سا حیلہ بھی باقی نہیں رکھ چھوڑا ہے، یہاں تک کہ تم لوگ اب دن رات کا کوئی بھی لمحہ عورت کے بغیر گزارنے کی پوزیشن ہی میں نہیں رہ گئے ہو اور تم ہی وہ لوگ ہو جن کا معاشرہ مے خانوں اور رقص گاہوں کی محفلوں کے شور و غل سے گونج رہا ہے اور تمہاری سڑکیں حرامی بچوں سے بھری ہوئی ہیں تو ایسی صورت میں کیا تم دعویٰ کر سکتے ہو کہ تمہارا دین تمہاری بیمار بیوی کی خیانت سے روکتا ہے؟ اور یہ بات کیونکر ممکن ہو سکتی ہے جب کہ (مریض بیویوں کی بات تو ایک طرف رہی) خود بھلی چنگی، خوبصورت اور نوجوان بیویوں کی خیانت اور بد دیانتی کی خبروں سے اخبارات و رسائل کے کالم سیاہ رہتے ہیں اور ان واقعات سے عدالتیں بھری ہوئی دکھائی دیتی ہیں!

اینڈرسن: میں تو صرف اپنی بات کہہ رہا ہوں۔ ہاں تو میں اپنے نفس پر قابو پانے اور صبر کرنے پر قادر ہوں۔

مصطفیٰ سباعی: بہت خوب! تو اس صورت میں آپ جیسے مسیحی اور مغربی لوگوں کا تناسب — جو

اپنے نفس پر قادر رکھ سکتے ہیں ـــــ اُن لوگوں کے مقابلے میں جو اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتے، کیا ہے ؟

انڈرسن : مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ ان کی تعداد بہت ہی کم ہے (اِنّھم قلیلون جدًا)

مصطفیٰ سباعی : تو کیا آپ کی نظر میں قانون ان لوگوں کی خاطر بنایا جا سکتا ہے جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہو؟ یا عوام اور زیادہ لوگوں کے لئے ؟ اور ایسے قانون کا کیا فائدہ جس کا اطلاق ایک محدود طبقے ہی پر ہو سکے ؟

اس پر انڈرسن خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا [1]

مسیحیت کا غیر معقول رویّہ اس مختصر سے مباحثے کے ذریعہ بڑی خوبی کے ساتھ جہاں ایک طرف اسلام کے جائز کردہ تعدّد ازدواج کی ضرورت و اہمیّت پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف مسیحیّت اور مسیحی دنیا کے ایک غیر فطری اور متضاد طرزِ عمل کی تصویر بھی سامنے آتی ہے مگر مغربی طرزِ فکر رکھنے والے لوگ بجائے اس کے کہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے اپنے قانون میں موجود شدہ نقائص کو دور کرنے کی کوشش کرتے، اُلٹا ایک معقول اور متوازن قانون کو غیر فطری اور غیر معقول قرار دینے کے درپے نظر آتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نکاح، طلاق اور تعدّد ازدواج یعنی کثیر زوجگی کے سلسلے میں مسیحی قانون کی بنیاد موجودہ اناجیل (GOSPELS) کے چند ناقص تصوّرات پر مبنی ہے (جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) جن کو اصل قرار دیکر مسیحی دنیا نے تعدّد ازدواج کو ناجائز قرار دے دیا (مگر اس میں بھی کلیسا کا رویّہ اور کردار مشکوک اور متضاد ہے، جس پر اگلے صفحات میں بحث کی گئی ہے) حالانکہ یہ بات شریعت موسوی یا عہد نامہ قدیم (OLD TESTAMENT) کے بالکل خلاف ہے۔ کلیسا (چرچ) کے اس غیر معقول رویّہ کے باعث موجودہ عیسائی اور مغربی دنیا فکر و عمل کے ایک ایسے عجیب و غریب تضاد میں مبتلا ہو گئی ہے جس کی مثال دین و شریعت کی تاریخ میں نہیں ملتی مگر اپنی کمزوریوں کو دور کر کے صحیح طرزِ فکر اور معقول رویّہ اپنانے کے بجائے الٹے اسلامی شریعت جیسے کامل اور دائمی قانون پر طرح طرح کے بے سروپا اعتراضات اس سلسلے کی ایک اور فاش غلطی ہے جو الٹے چور کوتوال کو ڈانٹنے کا مصداق ہے

لہٰذا اس مضمون میں اس قسم کے مغالطوں اور فریب کاریوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے اس سلسلے

[1] المرأۃ بین الفقہ والقانون، از ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی، ص ۸۷ - ۸۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت چھٹا ایڈیشن، ۱۴۰۴ھ

میں حقیقت حال کا تعارف کرانا اور اسلام اور مسیحیت کا ایک صحیح موازنہ (تعدد ازدواج کی روشنی میں) پیش کرنا مقصود ہے تاکہ اسلامی شریعت کی برتری اور اسکی خوبیوں کا حال علمی و سائنٹیفک نقطۂ نظر سے پوری طرح سامنے آجائے اور اس کے ساتھ ہی اصل ہندو قانون کا تعارف کراتے ہوئے جدید قانون سازی کی بعض خامیوں کو بھی اجاگر کیا جائیگا۔

موجودہ ہولناک صورت حال واقعہ یہ ہے کہ معاشرتی اور تمدنی اعتبار سے ایک مرد کے لئے کبھی کبھی ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ ان مخصوص اسباب و حالات میں اگر اسے اس کی اجازت نہ ملے تو پھر اس کی فطرت بغاوت پر آمادہ ہو جاتی ہے اور خلاف قانون طریقے اختیار کرنے لگتی ہے جیسا کہ موجودہ مغربی معاشرے میں اس کا اظہار بالکل نمایاں نظر آرہا ہے۔ چنانچہ آج جنسی انحرافات (SEXUAL DEVIATIONS) کے ایسے عجیب و غریب طریقے منظر عام پر آرہے ہیں، جن پر دانشوروں اور انسانیت کا درد رکھنے والوں کو سخت تشویش لاحق ہو گئی ہے اور اس سلسلے کے اعداد و شمار ہولناک حد تک زیادہ اور تشویشناک ہیں مگر مسیحی دنیا اور خاص کر اس کا مذہبی اختیار رکھنے والا ادارہ یعنی کلیسا (چرچ) اس سلسلے میں نہ صرف بے حس ہے بلکہ ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اور اس خطرناک بے راہ روی کا صحیح علاج کرنے کے بجائے اپنے غیر معقول طرز عمل اور ضد پر اڑا ہوا ہے اور مسیحی دنیا کی اس بے جا ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نوع انسانی نہ صرف جنسی بے راہ رویوں میں مبتلا ہو کر اپنی تباہی کا سامان خود اپنے ہاتھوں سے کر رہی ہے بلکہ ایک صحیح اور معقول علاج پر محض اندھے تعصب کی بناء پر روک لگاتے ہوئے ایک صحیح چیز کو غلط اور ایک غلط چیز کو صحیح قرار دینے کے درپے بھی نظر آتی ہے۔

مگر بعد از خرابی بسیار اب کچھ عرصے سے خود مغربی مفکرین اور دانشوروں کے ایک معتد بہ طبقے کو اس سلسلے میں خرابیوں کا احساس ہو رہا ہے اور وہ مسیحیت اور کلیسا کے غلط رجحان کو ہدف تنقید بنا رہے ہیں اور اس کی کوتاہیوں کا اظہار برملا کر رہے ہیں۔ اسی طرح مختلف حلقوں سے اصلاح کی آوازیں اٹھنے لگی ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا اب آہستہ آہستہ دین فطرت کی طرف بڑھ رہی ہے اور اسلامی شریعت کی ضرورت و اہمیت نہایت درجہ شدت کے ساتھ محسوس کی جانے لگی ہے۔ اس سے اسلامی قانون کی برتری اور اس کی ابدیت و عالمگیری کے ناقابل تردید دلائل ہمارے سامنے آتے ہیں لہذا اس سلسلے میں مختلف مذاہب اور قوانین کا ایک جائزہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ خصوصیت کے ساتھ عیسائیت کی کوتاہیوں کو منظر عام پر لانا بھی ضروری ہے جن کی بناء پر عالم انسانی انحراف اور جنسی

بے راہروی کے راستے پر چل پڑا اور عصر جدید میں فسق و فجور کا جو سیلاب آیا ہوا ہے وہ اسی جنسی بے راہ روی کا نتیجہ ہے جو مسیحیت اور کلیسا کا پیدا کردہ ہے۔

انبیائے سابقین اور کثرت ازدواج آج کثیر زوجگی (POLYGAMY) پر سب سے زیادہ اعتراض عیسائیوں اور اُن کے توسط سے مغرب پرستوں اور جدید تعلیم یافتہ ہندوؤں کو ہے مگر دینی و شرعی اعتبار سے عیسائیوں اور ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں کثیر زوجگی کا جواز اور ثبوت ملتا ہے مگر عیسائی لوگ اس سلسلے میں اسلام پر اس طرح اعتراض کرتے ہیں گویا کہ اُس نے کثیر زوجگی کو جائز قرار دیکر کسی بہت بڑی بدعت یا جرم کا ارتکاب کیا ہے مگر وہ اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بلکہ اس سے پہلے اس کا عام رواج تھا اور یہودی شریعت عیسائی قانون کی اصل بنیاد ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب میں مسلّم ہے اور یہ تینوں آپ کو اپنا روحانی پیشوا اور ابوالانبیاء مانتے ہیں، کیونکہ ان تینوں کا سلسلہ آپ ہی پر منتہی ہوتا ہے، چنانچہ آپ کی دو بیگمات تھیں۔ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ۔ پہلی بیوی کے بطن سے حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے جن سے بنی اسرائیل کی نسل چلی اور دوسری بیوی سے حضرت اسمٰعیل کی ولادت ہوئی جو عربوں کے جد امجد کہلائے۔

اسی طرح حضرت یعقوبؑ کی دو بیویاں اور دو حرمیں تھیں [3] حضرت اسحٰق کے بڑے لڑکے عیسو کی کئی بیویاں تھیں [4] حضرت داؤد کی متعدد بیگمات تھیں [5] اور مشہور یہ ہے کہ ان کی تعداد ایک سو تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کی سات سو بیگمات اور تین سو حرمیں تھیں [6] اور آپ کے بڑے بیٹے رجعام کی ۱۸ بیویاں اور ۶۰ حرمیں تھیں۔ [7]

مسیحیت میں ازدواجی زندگی بجائے خود ناپسند بائبل کے عہدنامہ قدیم (OLD TESTAMENT) میں اس طرح کی اور بھی مثالیں مل سکتی ہیں۔ بقول نیوفیلڈ (NEUFELD) تورات اور تلمود کی رُو سے کثیر زوجگی کی مطلق اجازت ہے [8]

[3] دیکھئے بائبل کی کتاب پیدائش، باب ۲۹ اور ۳۰

[4] کتاب پیدائش ۲۸ : ۹ [5] ۲۔ سموئیل ۵ : ۱۳

[6] ۱۔ سلاطین ۱۱ : ۳ [7] ۲۔ تواریخ ۱۱ : ۲۱

[8] دیکھئے موصوف کی کتاب (ANCIENT MARRIAGE LAWS) منقول از المرأۃ فی الاسلام، از عباس محمود عقاد، ص ۷۳، مطبوعہ بیروت، ۱۹۸۱ء

کیا عورت بدی کی جڑ ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مسیحی عقیدے کے مطابق حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی وہ خطا جس کے باعث انہیں جنت سے نکالا گیا، اس کا باعث حوا تھیں، لہذا اس گناہ کے باعث ہر عورت کا کردار بنیادی طور پر داغدار ہے۔

".......... because women carry "The stain of Eve" 11.

اسی طرح دنیا کی ہر عورت اپنی اصل فطرت کے اعتبار سے گنہگار اور بدی کی جڑ تصور کی گئی، اور اس سے دور رہنے کی تعلیم کے نتیجے میں مکمل تجرد، درویشی اور رہبانیت کی ہمت افزائی کی گئی جس نے ایک فلسفے اور تحریک کی شکل اختیار کرلی۔ عورت کو کمتر سمجھنے اور اُس سے چھوت چھات برتنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحیت میں مرد اور عورت کے درمیان صحیح روابط اور صحیح حدود قائم کرنے کا کوئی تصور ہی نہ رہا بلکہ یہ سب چیزیں غیر ضروری اور روحانیت کے منافی تصور کرکے نظر انداز کر دی گئیں، جب کہ واقعہ کے اعتبار سے مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہیں، لہذا روحانیت یہ نہیں ہے کہ ایک آدمی عورت سے پرہیز کرتے ہوئے کسی جنگل یا بیابان میں جا کر بیٹھ جائے۔ اس طرزِ عمل سے تمدن انسانی کی گاڑی ٹھپ ہو کر رہ جاتی ہے۔

اسلام کی نظر میں عورت کی تخلیق کا بنیادی مقصد جو بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ عورت اُنس و محبت اور غمخواری کے لئے پیدا کی گئی ہے جس کی وجہ سے طبیعت میں فرحت و نشاط کے ساتھ روحانی اقدار کو بلند کرنے میں بھی مدد ملتی ہے اور اس کی وجہ سے مادیت و روحانیت کے درمیان ایک توازن قائم رہتا ہے۔ اسی بناء پر صنف نازک کو حسن اور خوبصورتی عطا کی گئی ہے تاکہ مرد اس کی طرف مائل ہو۔ دیکھیئے قرآن مجید میں اس حقیقت پر کتنے انوکھے اور حقیقت افروز انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً	اور اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بات کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو اور اس نے تمہارے درمیان آپس میں محبت اور مہربانی بھی رکھ دی (تاکہ تم اپنی زندگی خوش گوار بنا سکو)۔ (روم : ٢١)

یہ آیت کریمہ ضمناً اُن تمام غلط تصورات کی بھی تردید کرتی ہے، جو عورت کے بارے میں کلیسا اور

11. Encyclopaedia Britannica, Vol. 4, P. 523, 1983

اسی طرح تورات اور ماقبل تورات شرائع کے مطابق کثیر زوجگی جب مطلق طور پر ثابت ہے تو پھر اسلام پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اب رہا مسیحیت (CHRISTIANITY) کا معاملہ تو اس میں کثرت ازدواج تو بہت دور کی چیز ہے خود یک زوجگی (MONOGAMY) بھی ناپسندیدہ چیز ہے جو سخت مجبوری اور گناہ سے بچنے ہی کے لئے جائز قرار دیگئی ہے جیسا کہ سینٹ پال (جو خود بھی ایک غیر شادی فرد تھا) کی اس تاکید سے ظاہر ہوتا ہے۔

St. Paul, himself a bachelor, recommended marriage only as prevention of sin. [9]

ازدواجی زندگی روحانیت کی نفی! بلکہ سینٹ آگسٹائن کی پانچویں صدی کی تحریروں میں تو "روح اور گوشت" کے درمیان جنگ کا اظہار نہایت درجہ شدت کے ساتھ کیا گیا ہے، چنانچہ اس کے نزدیک جنسی عمل (SEX) بنیادی طور پر گناہ آلود ہے، جو صرف تولیدی عمل کی غرض سے قابلِ معافی ہو سکتا ہے، اس کا یقین تھا کہ جنسی عمل ایک حیوانی شہوت ہونے کے لحاظ سے روحانیت کی نفی کرتا ہے، اس لئے اس قسم کے معیاروں کو ترقی پانے اور ان کی انجام دہی سے جوڑوں (عورتوں اور مردوں) کی ہمت شکنی کرنی ہے، چنانچہ سینٹ آگسٹائن کی ازدواجی زندگی کی مذمت کا یہ نظریہ عیسائی دنیا پر ایک ہزار سال تک چھایا رہا۔

The conflict between spirit and flesh was most powerfully expressed in the writings of St. Augustine in the fifth century. He saw sex as basically sinful, excuseable only for purposes of procreation. He believed that the sex act as an act of animal lust, was despiritualizing and that norms had to be developed to discourage couples from performing it. Augustine's theology of marriage and family life dominated Church thinking for over a thousand years. [10]

9, 10. Melvin L. Defleur, Sociology: Human Society, Second Edition, P.445, Illinois (USA), 1976.

مسیحی دنیا میں مروّج رہے ہیں اور ثابت کر دیتی ہے کہ انسان ہونے کی حیثیت سے عورت کا مقام مرد ہی کے برابر ہے جیسا کہ اس موقع پر "من انفسکم" کے الفاظ وضاحت کر رہے ہیں۔ یعنی جس طرح مرد نوعِ انسانی کے افراد ہیں، اسی طرح عورتیں بھی نوعِ انسانی ہی کے افراد ہیں اور جس طرح مردوں میں روحِ انسانی کارفرما ہے اسی طرح عورتوں میں بھی یہی روح کام کر رہی ہے جس کا مسیحی دنیا کو انکار رہا ہے۔

عیسائی نظام میں دو متضاد رجحانات

اصل بات یہ ہے کہ مسیحیت میں ایسی کوئی جامع شخصیت نہیں گزری جو عوام کے لئے دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے ایک مثالی نمونہ یا ماڈل بن سکتی ہو بلکہ اس میں زیادہ تر دنیاداری کو خیرباد کہتے ہوئے زہد و رہبانیت کی زندگی اختیار کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک غیر شادی شدہ شخص تھے اور سینٹ پال وغیرہ بھی غیر شادی شدہ تھے، لہٰذا ان دونوں کو اس باب میں عموماً ایک نمونہ مانا گیا ہے مگر ظاہر ہے کہ اس قسم کی زاہدانہ زندگی انسانی فطرت سے میل نہیں کھاتی۔ اسی وجہ سے خود عیسائی دنیا اس طرزِ فکر پر کبھی کاربند نہ رہ سکی بلکہ اس میں دنیاداری یا ازدواجی زندگی کا رجحان بھی برابر موجود رہا ہے، چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تصریح کے مطابق عیسائیت کے عائلی نظام (ازدواج، خاندان اور جنس) میں یہ دو مختلف اور متضاد بنیادی رجحانات ہمیشہ ہی باہم دست بہ گریباں نظر آتے ہیں:

Two basic tendencies, which are in constant tension with one another, can be observed in the Christian understanding of marriage, family and sex: (1) the tendency to spiritualize and individualize the marriage relationship between man and wife in the light of the Gospel and to realize the basic demands of Christian Ethics in marriage and family and (2) an ascetic tendency that interprets marriage and family as orders of the old world, which have basically been overcome already and have no room in the new eon. 12.

---

12. Encyclopedia Britannica, Vol 4. P. 522, 1983

ترجمہ: دو بنیادی رجحانات جو ایک دوسرے سے مسلسل متصادم ہیں، شادی، خاندان اور جنس کے مسیحی راز فکر میں دیکھا جا سکتا ہے: (۱) وہ رجحان جو مرد اور عورت کے درمیان ازدواجی تعلق کو انجیل کی روشنی میں انفرادی اور روحانی بنا سکے اور جو کہ شادی اور خاندان سے متعلق مسیحی اخلاقیات کے بنیادی تقاضوں کو پورا کر سکے (۲) وہ راہبانہ رجحان جو شادی اور خاندان کو پرانی دنیا کے ان اقدار سے تعبیر کرتا ہے جو مغلوب کئے جا چکے ہیں اور اب نئے جگ میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں رہ گئی ہے۔

اس اعتبار سے ایک خوبصورت قسم کا راہبانہ فلسفہ جس میں نہ صرف تعدد ازدواج بلکہ بجائے خود ازدواجی زندگی کی مذمت کی گئی ہو فکری اعتبار سے تو بڑا "خوش کن" نظر آ سکتا ہے، مگر واقعات اور عمل کی دنیا میں وہ ایک دن بھی نہیں چل سکتا۔ اس اعتبار سے مسیحیت انسانی زندگی کے لئے کوئی آئیڈیل فلسفہ اور اس کی فطرت سے مطابقت رکھنے والا کوئی موزوں ضابطۂ حیات نہیں ہو سکتا — بالفاظِ دیگر مسیحیت ہمارے جہاں کے لئے کسی متوازن شریعت کی حامل دکھائی نہیں دیتی۔

حاصل یہ کہ مسیحی طرزِ فکر انسانی فطرت اور اس کی نفسیات کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے لہٰذا انسانی فطرت سے اعراض کا وہی نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا جو آج ہمارے سامنے مختلف قسم کے جنسی انحرافات (SEXUAL DEVIATOINS) کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے مگر یہ عجیب بات ہے کہ مسیحی دنیا اپنے اس نقص اور کوتاہی کا علاج کرنے اور اپنی غلطیوں کو درست کرنے کے بجائے دوسرے مذاہب کے متوازن اور منصفانہ قوانین پر اعتراض کرتے ہوئے یہ چاہتی ہے کہ وہ خود جس طرح بگڑی ہوئی ہے، اسی طرح دوسرے صحیح مذاہب بھی بگڑ جائیں۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ تورات عیسائیوں کے لئے بھی شریعت کا درجہ رکھتی ہے، (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے) جس میں تعدد ازدواج مطلق طور پر جائز ہے، لہٰذا عیسائیوں کے لئے یہودی شریعت کا اتباع شرعاً واجب ہے (جیسا کہ اس کا اعتراف خود ان کو بھی ہے) مگر انہوں نے اس معاملے میں تورات کی شریعت اور اگلے پیغمبروں کی سنت کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اسلامی شریعت بھی یہودی شریعت ہی کی طرح تعدد ازدواج کو جائز قرار دیتی ہے لہٰذا یہ قانون مؤکد طور پر قابل حجت بن جاتا ہے، لہٰذا اس باب میں عیسائیوں کو انکار کی گنجائش باقی نہیں ہے اور اس اعتبار سے اسلامی شریعت کوئی نئی شریعت نہیں ہے، جس نے تعدد ازدواج کی اجازت دنیا میں پہلی بار دی ہو۔ لہٰذا تعدد ازدواج کو "شہوت پرستی" کا مظہر قرار دینے کا یہ مطلب ہوگا کہ خود ان کے اپنے پیغمبر بھی (جن کو وہ آئیڈیل کردار والے اور جلیل القدر سردار مانتے ہیں) شہوت پرست تھے اور جیسا کہ اگلی بحث سے ظاہر ہوگا، خود بیشمار مرت کے

اصلی قانون کی رُو سے بھی تعدد ازدواج جائز تھا اور ہندو مذہب میں آج بھی اس کا رواج مسلمانوں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس طرح دنیا کے تین مذاہب (اور اس وقت بحث انہی میں ہے) تعدد ازدواج کے جواز پر متفق ہیں۔

ہندومت اور تعدد ازدواج یہ مسیحی دنیا کے شور و شغب اور مغربیت کے پروپیگنڈے ہی کا اثر ہے کہ مشرقی ممالک کا جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی اپنے مغربی اُستادوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اسلام کے تعدد ازدواج پر سخت اعتراض کرتا ہے، خصوصاً ہندوستان کا تعلیم یافتہ طبقہ جو اپنے آپ کو "ترقی پسند" اور "دانشور" کہتا ہے وہ اس کو عورتوں پر ایک ظلم اور سماجی ناانصافی قرار دیتا ہے، جہاں تک اس مسئلے کی سماجی ناانصافی کا تعلق ہے، اس پر بحث تو آگے آئیگی اور جہاں تک اس کی مشروعیت یا اجازت کا تعلق ہے، تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہندو دھرم میں زمانہ قدیم سے نہ صرف اس کی اجازت رہی ہے، بلکہ آج بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی بہ نسبت غیر مسلموں میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا رواج و رجحان زیادہ ہے، جس کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں پر اس کا الزام دھرنا ایک سیاسی پروپیگنڈے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، کیونکہ مسلمان کو بیک وقت چار تک بیویاں رکھنے کی شرعی اجازت کے باوجود وہ عملاً یک زوجگی کے پابند ہیں اور اس سلسلے میں نزاع جو کچھ بھی ہے وہ محض نظریاتی ہے۔ اور مخالفین اسلام چاہتے ہیں کہ نظریاتی اعتبار سے مسلمانوں کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی جو آزادی حاصل ہے وہ قانونی طور پر سلب کر لی جائے تاکہ وہ ایک سے زیادہ شادیاں کسی بھی صورت میں نہ کرسکیں، مگر ظاہر ہے کہ یہ حرکت مسلمانوں کے مذہب میں ایک مداخلت اور دخل اندازی ہوگی، جو ان کی مذہبی آزادی کے حق کو تسلیم کرنے کے خلاف ہے۔ بہرحال اس سلسلے میں چند اعداد و شمار ملاحظہ ہوں، جن سے یہ حقیقت پوری طرح بے نقاب ہو جائیگی کہ آج ہندوستان میں ایک سے زیادہ شادیاں کون کر رہا ہے؟ کیا مسلمان یا خود ہندو قومیں؟ چنانچہ اس سلسلے میں پہلے قدیم ہندو قانون سے چند نظریاتی حقائق اور کچھ عملی شہادتیں پیش کرنے کے بعد جدید ہندوستانی معاشرے میں پائے جانے والے رسم و رواج کے کچھ اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں (جاری)

خطباتِ حقانی (حصہ اول)

افادات:- مولانا عبدالقیوم حقانی
پیش لفظ:- شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید
صفحات ۱۲۸ ــــ قیمت ۱۸/ روپے

تعمیرِ انسانیت، دعوت و تبلیغ، زہد و قناعت، وجودِ ربِ کائنات، فتنۂ انکارِ فدا، سرمایہ داری اور اشتراکیت، جہادِ افغانستان، کمیونسٹوں کے بے پناہ مظالم، کمیونزم کی اجمالی تاریخ، دوکردار اور دو کالے، اور دیگر کئی ایک اہم عنوانات پر مؤثر خطبات اور ولولہ انگیز اقتباس کا مجموعہ، سب کے لیے فکر و مطالعہ، غور و تدبر کا سامان، نیک اعمال اور اصلاحِ انقلاب آخرت کی پُرخلوص دعوت۔

مؤتمر المصنفین ـــ دارالعلوم حقانیہ ـــ اکوڑہ خٹک ـــ پشاور

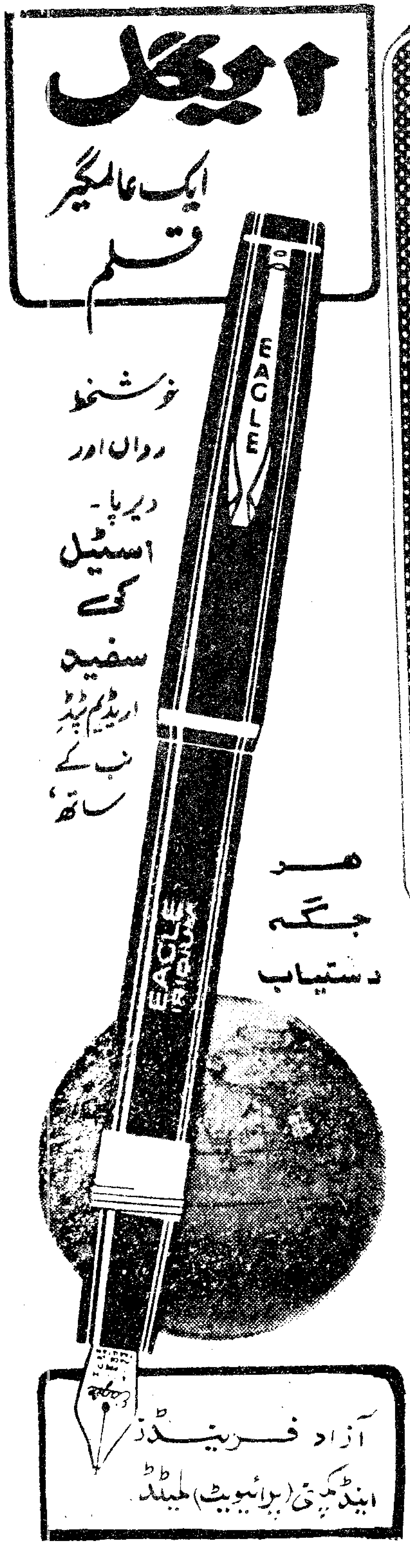
ایگل
ایک عالمگیر
قلم
EAGLE
خوشخط
رواں اور
دیرپا۔
اسٹیل
کے
سفید
اریڈیم ٹپڈ
نب کے
ساتھ،
ہر
جگہ
دستیاب
EAGLE
آزاد فرینڈز
اینڈ کمپنی (پرائیویٹ) لمیٹڈ

کنول لنن، صنم پاپلین
پہلنظر پاپلین
کہکشاں پرنٹ
سنگم لوسکی
مائیناز پاپلین
کانڈ پاپلین
پریذیڈنٹ لان
جمال ۳۰۰ پاپلین
جمال ۵۰۰ لان
دلکش
دلنشیں
دلفریب
حسین
کے
پارچہ جات
پرل کارڈ
سوٹنگ
حسین کے خوبصورت پارچہ جات
نہ صرف آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں
بلکہ آپ کی شخصیت کو بھی
نکھارتے ہیں۔ خواتین ہوں یا
مرد دونوں کے ملبوسات کیلئے
موزوں، حسین کے پارچہ جات
شہر کی ہر بڑی دکان پر
دستیاب ہیں۔
HUSEIN
FABRICS
خوش پوشی کے پیش رو
حسین ٹیکسٹائل ملز
حسین انڈسٹریز لمیٹڈ کراچی
کا ایک ڈویژن

SOHRAB
پاکستان کا
نمبر
1
بائیسکل
سُہراب